بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ظہورِ خلافتِ خامسہ

آصف محمود باسط

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی رحلت اور خلافتِ خامسہ کے آغاز کے درمیان جو دن گزرے، وہ ساری جماعت پر ہی بہت بوجھل دن تھے۔ ان ایام اور ان کی نزاکت پر بہت کچھ لکھا گیا، مگر ہمیشہ یہ جاننے کی تمنا رہی کہ وہ شب و روز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کس طرح بسر فرمائے۔ پندرہ سال اسی کشمکش میں گزر گئے، کبھی پوچھنے کی مجال نہ ہوئی۔ مگر ابھی کچھ روز قبل خدا نے بڑا فضل فرمایا کہ میں نے اپنی اس خواہش کو حضور انور کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا۔ کوئی بڑا ہی مبارک لمحہ تھا۔ کوئی قبولیت کی گھڑی۔ زود نویسی کا مجھے نہ دعویٰ ہے نہ تجربہ، مگر اُس گھڑی میں اِس لحاظ سے بھی اللہ نے خاص کرم فرمایا۔ یہ ایک مقدس امانت ہے، جو الحکم کے توسط سے ہر احمدی کی خدمت میں پیش ہے۔



”دفتر سے گھر پہنچا تو میری اہلیہ نے بتایا کہ لندن سے میاں لقمان کا فون آیا تھا، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ وفات پاگئے ہیں۔ میں نے فوراً ڈاکٹر نوری صاحب کو فون کیا، جو ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے علاج کے سلسلہ میں لندن میں تھے۔ انہوں نے اس دردناک خبر کی تصدیق کی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اب ہم میں نہیں رہے۔ یہ خبر بجلی کی طرح دل پر گری۔ صدمہ بہت تھا، مگر صورتحال کی نزاکت کا تقاضا تھا کہ جذبات پر قابو رکھا جائے کیونکہ یہ پوری جماعت کے لئے ایک کڑا وقت تھا۔ بحیثیت ناظر اعلیٰ میری ذمہ داری تھی کہ تمام انتظامات اپنی نگرانی میں کروں اور کرواؤں۔

میں نے پرائیویٹ سیکرٹری کو فون کیا۔ انہیں یہ خبر ابھی نہ پہنچی تھی۔ انہیں کہا کہ جلد از جلد مکمل معلومات حاصل کر کے بھجیں۔

اس دوران علیا کمیٹی کا اجلاس بلایا۔ علیا کمیٹی میں جماعتی اداروں مثلاً صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید وغیرہ کے اعلیٰ عہدیداران شامل ہوتے ہیں۔ اُس اجلاس میں اس ہنگامی صورتحال سے متعلق ہدایات دیں۔ ساتھ ہی انتخابِ خلافت کمیٹی کے ممبران کے لندن پہنچنے کے انتظامات کروائے۔ جن کے ویزے نہیں تھے ان کے ویزا کی کارروائی جلد از جلد کروانے سے متعلق ہدایات دیں۔

اس دوران پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے حضورؒ کی وفات کے وقت اور وجہ سے متعلق تفصیلات موصول ہوگئیں۔ میں نے میاں احمد صاحب (مرزا غلام احمد صاحب مرحوم) کو یہ تفصیلات دیں اور اُس اعلان کا مضمون بتایا جو دنیا بھر کی جماعتوں کو مطلع کرنے کے لئے تیار کرنا تھا۔ انہوں نے اعلان کا متن تیار کر کے مجھے دکھایا جو پھر دنیا بھر کی جماعتوں کو ارسال کیا گیا اور ایم ٹی اے پر نشر ہوا۔ سلطان محمود انور صاحب کو کہہ دیا ہوا تھا کہ عصر کی نماز پر مسجد مبارک میں اعلان کر دیں۔

یہ وقت نہایت صبر آزما تھا۔ ایک طرف حضورؒ کی وفات کا غم تھا، اور دوسری طرف اس اہم ذمہ داری کو احسن طریق سے ادا کرنے کی فکر جو حضورؒ نے میرے سپرد کی تھی، یعنی انتخابِ خلافت کے تمام انتظامات کی نگرانی۔

انہیں ملے جلے جذبات کے ساتھ گھر گیا اور لندن جانے کی تیاری کی۔ تیاری کیا تھی، کچھ کپڑے رکھے، پاسپورٹ وغیرہ اٹھایا اور روانگی کی تیاری شروع کر دی۔ چونکہ انتخابِ خلافت کمیٹی کے کچھ ممبران کی ابھی ویزا کی کارروائی ہو رہی

تھی، لہذا یہ طے پایا کہ ممبران دو قافلوں میں تقسیم ہوں، ایک قافلہ پہلے روانہ ہو جائے اور دوسرا اگلے روز ویزے لگ جانے کے بعد۔

پہلا قافلہ جو روانہ ہوا اُس میں میں، میاں خورشید صاحب، میاں احمد صاحب، میاں انس احمد صاحب بھی شامل تھے۔ کُل چودہ افراد کا قافلہ تھا۔ ربوہ سے لاہور کا سفر شروع ہوا جہاں سے ہمیں فلائٹ لینی تھی ۔ ہماری فلائٹ کا ابوظبی میں مختصر قیام تھا۔ وہاں سے فلائٹ چلی اور لندن پہنچی۔ حضورؒ کی نعشِ مبارک کی تجہیز و تکفین کے بارہ میں ہدایات میں ربوہ ہی سے دے چکا تھا۔ جب ہم یہاں پہنچے تو غسل دیا جا چکا تھا، اور حضورؒ کا جسدِ اطہر کفن میں ملبوس محمود ہال میں زیارت کے لئے رکھا تھا۔ میں نے بھی حضورؒ کے جسدِ اطہر کی پہلی زیارت یہیں محمود ہال میں کی۔ جو جذبات اپنے امام کو ایسے میں دیکھ کر ہو سکتے ہیں، انہیں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن تم اندازہ کر سکتے ہو۔ تو اندازہ لگا لو کہ میرے جذبات اس لمحہ میں کیسے رہے ہوں گے۔ اس کے بعد نماز کا وقت ہو گیا۔ مسجد فضل میں نماز ادا کی۔ اب حضورؒ کا جسدِ اطہر محمود ہال سے متصل ایک چھوٹے کمرے میں لے جایا جا چکا تھا۔ میں اس کمرے میں چلا گیا۔ وہ لمحہ ایک عجیب لمحہ تھا۔ اس کمرے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا جسدِ اطہر تھا، میں تھا اور خاموشی تھی۔ ایک عجیب کیفیت تھی۔ وہاں کچھ دیر حضورؒ کے پاس رکا رہا اور آپؒ کے لئے دعائیں کرتا رہا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے وفات سے بہت پہلے یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ ایسی ہنگامی صورتحال میں امیر جماعت احمدیہ یوکے ایڈیشنل ناظر اعلیٰ ہو گا، جو ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے لندن پہنچ جانے تک اس کا قائمقام ہو گا اور

ضروری امور کا ذمہ دار۔ یہاں پہنچنے پر امیر صاحب یو کے سے چارج لیااور پھر اجلاس انتخابِ خلافت ، جنازہ، تدفین وغیرہ کے انتظامات کا کام شروع کر دیا۔ وقت کم تھا اور کام بہت زیادہ، اور ہر کام ہی نہایت اہم اور توجہ طلب تھا۔ خیر ، اللہ نے بڑا فضل کیا کہ ان سب کاموں کے انتظامات بروقت بہت اچھے ہو گئے۔ میں خود کو ذمہ داری سے سبکدوش سمجھ کر کسی قدر تسلی میں تھا۔ ہر لمحہ دعاؤں میں بسر ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو نیا خلیفہ عطا کرے اور مجھ سمیت ساری جماعت کو اس کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ جماعت کو منظم اور متحد رکھے۔ یہ حالت ہوتی ہی خوف کی ہے، سو خوف تو تھا۔ مگر ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ کہ ضرور جماعت کے خوف کو خلیفہ کے انتخاب کے بعد امن میں تبدیل کر دیتا ہے، اس وعدہ پر بھی پورا ایمان تھا۔ سو میں اس تسلی میں تھا کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو نیا خلیفہ عطا فرمائے گا اور ہمارے دلوں کے خوف دور ہوں گے اور ہم سب کو امن نصیب ہو گا۔

انتخابِ خلافت کا وقت آگیا۔ میں بھی ایک ممبر کی حیثیت سے مسجد میں داخل ہو گیا۔ مسجد فضل انتخابِ خلافت کمیٹی کے ممبران سے بھری ہوئی تھی۔ میں جوتوں کے پاس ہی چوہدری حمید اللہ صاحب کے ساتھ کچھ دیر کھڑا رہا۔ چوہدری صاحب چونکہ سب سے سینئیر وکیل تھے، لہذا انہوں نے اجلاس کی صدارت کرنی تھی۔ وہ آگے چلے گئے اور میں وہیں بیٹھ گیا جہاں کھڑا تھا۔ مسجد کے بالکل پچھلے حصہ میں۔

اس اجلاس کی جو کیفیت تھی، اس میں نظریں اٹھا کر ادھر ادھر دیکھنے کی نہ ہمت تھی، نہ طاقت تھی اور نہ ہی دل اجازت دیتا تھا۔ بڑا نازک وقت تھا۔ سو میں نظریں جھکائے بیٹھا رہا۔ میرا نام پیش ہوا تو مجھے سخت خوف محسوس ہوا۔ میں نے اس خوف میں سر نیچا کر لیا۔ جب ووٹوں کی گنتی کی گئی اور اعلان کیا گیا، تو مجھے پورا یقین تھا کہ گنتی میں غلطی لگ گئی ہے۔ مگر اس کے بعد جو ہوا، وہ سارے وجود پر لرزہ طاری کر دینے والا تھا۔ مگر خدا کی رضا کے آگے سر جھکا دینے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔ اس کے بعد دعا ہوئی، بیعت ہوئی۔ میری جو حالت تھی، وہ ایم ٹی اے کے ذریعہ ساری دنیا نے دیکھ ہی لی۔ ایسے تھا جیسے کوئی پہاڑ میرے کندھوں پر دھر دیا گیا ہو۔

بیعت وغیرہ سے فارغ ہوتے ہوتے رات بارہ ایک بجے کا وقت ہو گیا۔ میں 41 گیسٹ ہاؤس میں چلا گیا۔ **پھر وہاں میں تھا، اندھیری رات تھی اور میرے خدا کا فضل۔"**



اس آخری جملہ کے بعد حضور نے توقف فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست یہ کیفیت سن کر مجھ میں بھی کچھ کہنے پوچھنے کی مجال تو باقی نہ رہی تھی۔ مگر یہ لمحہ انمول تھا۔ میری زندگی کے قیمتی ترین لمحات میں سے ایک، اور قارئین الحکم اور دیگر افرادِ جماعت کی ایک امانت۔ میں نے دامن میں اور موتی بھرنے کی جسارت کر لی، اور عرض کی کہ حضور، ربوہ سے نکلتے وقت کیا سوچ ذہن میں تھی؟ میرے منکسر مزاج آقا نے بڑے دھیمے لہجہ میں جواب عطا فرمایا:

”سوچا تو کچھ خاص نہیں تھا۔ ذمہ داریاں اتنی تھیں ادا کرنے والی۔ البتہ نکلتے نکلتے اپنی اہلیہ کو یہ کہہ آیا تھا کہ نئے خلیفہ کے منتخب ہو جانے کے ساتویں دن، ان سے واپس آنے کی اجازت چاہوں گا۔ دل میں یہ بھی خیال تھا کہ ضروری تو نہیں کہ منتخب ہونے والے خلیفۃ المسیح مجھے یہی ذمہ داری سپرد کریں جو میرے پاس اب ہے۔ مگر جو ذمہ داری بھی میرے سپرد ہو گی، اسے نبھانے کا عہد کر کے واپس آؤں گا۔“



یہاں بات گویا ختم ہو گئی۔ مگر میری نظروں میں حضور انور کو میرا تجسس نظر آیا ہو گا۔

فرمایا، ''بس! اور کیا سننا تھا؟''

عرض کی کہ ''حضور ،وہ زندگی اور یہ زندگی، زمین آسمان کا فرق پڑ گیا۔ کیسا محسوس ہوتا ہے؟''

فرمایا، ''وہ لمحہ میری زندگی کا U-Turn تھا۔ زندگی کا رخ بالکل ہی بدل گیا۔ زندگی کا وہ حصہ تو پیچھے رہ گیا، جو آگے ہے وہ اللہ کے سپرد چلتا چلا جارہا ہے۔ میں تو ایک آزاد آدمی تھا۔ بیج بونے والا۔ فصلیں کاٹنے والا۔ مزدور آدمی۔ پھر ناظر اعلیٰ بنادیا گیا، تو انتظامی معاملات بھی نبھانے پڑے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ ذمہ داری میرے سپرد کر دی۔''

حضور کے دفتر سے نکلا تو جذبات کا عجیب عالم تھا۔ مگر نظر میں وہ لہلہاتی، سرسبز و شاداب کھیتیاں تھیں جن کے بیج اللہ تعالیٰ نے اپنے اس عظیم المرتبت خلیفہ سے لگوائے ہیں۔ پندرہ سال میں یہ کھیتیاں دنیا بھر میں لہلہانے لگی ہیں۔ اللہ ان فصلوں کو سدا لہلہاتا رکھے، اور ان فصلوں کا مالک و محافظ سدا جیئے۔